7/29

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۱ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

مولانا ظفر علی خاں مرحوم

ہرمزان

وہ تیغ جس کی چمک برقِ طور کی مانند
بنی تھی روشنیٔ دیدۂ جہاں کے لئے

چلائی سعد نے جب "قادسیہ" میں آکر
تو قدسیوں نے قدم چھوئے تیغ راں کے لئے

اس ایک فتح نے ایران کو کیا تسخیر
رہی نہ کوئی کمیں دودۂ کیاں کے لئے

اثر یہ تھا اسی فتح الفتوح کا کہ زمیں
ہوئی تھی تنگ عجم کے خدائگاں کے لئے

بدل رہا تھا زمانہ کا اور زمین کا رنگ
کہ مشغلہ ہے پرانا یہ آسماں کے لئے

زوالِ دولتِ پرویز ٹل نہ سکتا تھا
سکوں محال ہے گنبد پہ گردگاں کے لئے

جھکائی جا رہی تھی یزدجرد کی گردن
موحدینِ عرب کے علوّ شاں کے لئے

مقاومت کے دکھائے عدو نے گر جوہر
یہ فخر وقف تھا بازوئے ہرمزاں کے لئے

گئی عجم کی غنیمت مدینہ کو جس وقت
کہ منتظر تھا وہ اس گنجِ شائگاں کے لئے

تو ہرمزان کے بارہ میں سعد نے لکھا
بلا یہ ایک ہے اسلامیوں کی جاں کے لئے

جفا نہیں کوئی ایسی روا نہیں جو ہوئی
عجم کے اس ستم اندوز قہرماں کے لئے

قبا ہے اس کی مسلماں کے خون سے رنگین
کفن بنی ہے جو آج اس کے خانداں کے لئے

ہوا جلالِ عمرؓ کا یہ فیصلہ اس پر
سزائے موت ہے اس دشمنِ اماں کے لئے

یہ ہرمزاں پکارا "میں تشنہ ہوں" پہلے
بجھاؤ پیاس مری ربّ مہرباں کے لئے

دیا گیا جب اُسے آبخوردہ پانی کا
تامّل اُس نے کیا شاید امتحاں کے لئے

تسلی اُس کو خلیفہ نے دی یہ فرما کر
زباں ہے قول کو اور قول ہے زباں کے لئے

نہ تیرے حلق سے جب تک اُتر لے یہ پانی
حرام خوں ہے ترا خنجرِ رواں کے لئے

جو میہماں ہو عدو بھی تو احترام اُس کا
ہمارے کیش میں لازم ہے میزباں کے لئے

پٹک کر پیالہ اُس نے کہا کہ خوف سے اب
ملی نجات مجھے عمرِ جاوداں کے لئے

امان مل گئی مجھ کو ہے فرض عہد کا پاس
حریمِ احمدِ مرسل کے پاسباں کے لئے

مری جبیں کے سجدوں میں تھی ازل سے تڑپ
حضورِ خواجۂ گیہاں کی آستاں کے لئے

نہ کر سکا اقرارِ اس حقیقت کا
خودی حجاب تھی اقرار باللساں کے لئے

میں خوفِ قتل سے مذہب اگر بدل لیتا
تو لوگ کہتے یہ حیلہ ہے حفظِ جاں کے لئے

مگر خود اپنی خوشی سے میں اب یہ کہتا ہوں
بنا ہے آج سے اسلام ہرمزاں کے لئے

بحکم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
جگہ بہشت میں نکلی مرے مکاں کے لئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ — ۷ر جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۷ر نومبر ۱۹۶۱ء — شمارہ ۲۹

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

فون نمبر ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
سالانہ ۔ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ۔ تین روپے ۔ فی پرچہ ۲۵ پیسے

لوٹ
خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں
چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے۔

اداریہ

مصر اور اس کے صدر ناصر

ترقی کی دوڑ میں

عالم اسلام عموماً اور عرب عوام خصوصاً صدر ناصر کے بارہ میں محبت و اخلاص کے جو جذبات رکھتے ہیں وہ شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوتے ہیں۔ اسلام اس جمہوریت سے متفق نہیں ہے جس میں اکثریت کے ہر فیصلے کے سامنے ماتھا ٹیکنے کا اصول مسلّم ہو۔ چاہے وہ فیصلہ کتاب و سنت کے خلاف اور اللہ تبارک و تعالےٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صریح بغاوت کا مترادف ہو۔ ایسی جمہوریت در اصل اکثریت کے بُت کی پوجا ہوتی ہے۔ یہی حال ملوکیت اور مستبد سلطانی کا ہے۔ اسلام اس کے مقابلہ میں شخصی حکومت کو تسلیم کرتا ہے۔ بشرطیکہ وہ شخص بھی لات و ھبل اور دیوتا بن کے نہ رہ جائے۔ کہ چند روزہ اقتدار کے نشہ میں اس احکم الحاکمین کے احکام کو بھی پس پشت ڈالنے میں باک محسوس نہ کرے جس نے اس کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اور مسندِ اقتدار دلایا۔ اور وہ بھی محض اس لئے کہ وہ دیکھے کہ میری فرمانبرداری کرتا ہے۔ کہ اس کو اور عزت دے کر بلند و بالا اور اس سے راضی ہو کر آخرت کی دائمی مسرتیں اس کو عطا کر دوں یا مجھے بھلا کر نافرمانی اور خرمستیوں کو اپناتا ہے کہ اس کو دنیا میں پھر ذلیل و خوار اور آخرت میں جہنم کا ایندھن بناؤں۔ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝ (تاکہ تمہیں آزمائے کہ کون اچھے کام کرتا ہے) لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۔ (تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیا عمل کرتے ہو)

اگر اس با اقتدار شخصیت کا انتخاب ان شرائط اور صفات کو ملحوظ رکھ کر کیا جائے اور اسی طریقہ سے کیا جائے جو اسلام کا منشأ ہے تو ناممکن ہے کہ صحیح نظام سلطنت قائم نہ ہو۔ اور وہ نتیجۃً اللہ تعالےٰ کے دینی اور دنیوی انعام و اکرام سے نوازا نہ جائے۔

اگر اس طرح کی شخصی حکومت قائم ہو تو اس کے سربراہ کو امیر کہا جاتا ہے وہ اربابِ حل وعقد سے مشورے کا پابند ہوتا ہے۔ وہ سرکاری ذمہ داریوں کے علاوہ عام رعایا کے برابر حقوق رکھتا اور قانونی حدود کے اندر رہنے کا ایسا ہی پابند ہوتا ہے جیسے عام مسلمان۔ اس کی مجلس شوریٰ بھی بے دینوں، دہریوں خود غرضوں اور سفہا سے پاک ہوتی ہے۔ اسلام کی اس طرزِ حکومت میں جمہوریت مروجہ کا بہترین حصّہ یعنی نمائندگانِ قوم کا مشورہ میسر ہو جاتا ہے۔ اور ڈکٹیٹر شپ کی روح بھی کہ ملک ایک آواز پر حرکت کرنے لگے حاصل ہوتی ہے۔ اسلام کے امیر کی اطاعت اس لئے عوام کے لئے آسان ہوتی ہے کہ وہ امیر ان پر اپنے احکام جاری نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کا پابند کرتا ہے۔ باقی رہے نظم و نسق کے دیگر غیر مصرحہ ان میں اس کی اطاعت کو اسلام نے وحدت ملّی کے بقاء کے لئے لازم قرار دے دیا ہے۔ آج کل اہل عالم اسلام کی اس درمیانی تجویز ہی پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر چور دروازے سے آ کر۔ آج جمہوری ملکوں میں بھی وزیراعظم یا صدر ایک بار منتخب ہو

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر الٰہی کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الذّٰکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرَاتُ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ قیامت کے دن خدا کے نزدیک کون سا بندہ افضل وارفع ہوگا درجہ میں آپ نے فرمایا۔ خدا کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور بہت زیادہ یاد کرنے والی عورتیں۔ پھر پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ذکر الٰہی کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے آپ نے فرمایا اگر جہاد کرنے والا اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے۔ یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ اور وہ خود (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے رنگین ہو جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) پھر بھی خدا کا ذکر کرنے والا مرتبہ میں اس سے بہتر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان انسان کے دل (کی تاک) میں لگا ہوا ہے۔ پس جس وقت آدمی خدا کا ذکر (دل سے) کرتا ہے شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ وسوسے پیدا کرتا ہے (بخاری)

عَنْ مَالِکٍؒ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَآءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُظْلِمٍ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُرِیْہِ اللّٰہُ مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ حَیٌّ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ فَصِیْحٍ وَاَعْجَمَ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رَزِیْنٌ

ترجمہ۔ حضرت مالکؒ کہتے ہیں مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ غافل لوگوں میں خدا تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اس شخص کی مانند ہے۔ جو بھاگنے والوں کے پیچھے دشمنوں سے لڑتا رہے اور غافل لوگوں میں ذکر الٰہی کرنے والا سبز ٹہنی کی مانند ہے۔ خشک درخت میں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ وہ اس سبز درخت کی مانند ہے۔ جو درختوں کے درمیان ہو اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنے والا چراغ کے مانند ہے۔ تاریک گھر میں اور ذکر کرنے والا غافلوں میں دکھا دیتا ہے۔ خدا اس کو زندگی ہی میں اس کی اس جگہ کو جو جنت میں ہے اور غافل انسانوں میں خدا کا ذکر کرنے والا بخشش کی جاتی ہے۔ اس کے گناہوں کی بقدر شمار ہر فصیح اور عجمی کے اور فصیح سے مراد انسان ہیں۔ اور عجم سے مراد جانور (رزین)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ وَّصِقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالُوْا وَلَا الْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِہٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہر چیز کی صفائی ہے اور دل کی صفائی خدا کا ذکر ہے۔ اور کوئی چیز خدا کے عذاب سے بچانے والی ذکر الٰہی سے بہتر نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا کیا خدا کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں آپ نے فرمایا نہیں اگرچہ جہاد کرنے والے کی تلوار لڑتے لڑتے ٹوٹ جائے۔

ہوئی ختم اُس کی حجت اس زمیں کے بسنے والوں پر
کہ پہنچایا ہے اُن سب تک محمد ﷺ نے کلام اُس کا

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۹ر جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ و کفیٰ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

آخرت کا گھر بناؤ

عرض یہ ہے ۔ کہ ہر مجلس میں کچھ ۔ احباب نئے ہوتے ہیں ۔ اس لئے ان احباب کو خوشخبری کے لئے ایک حدیث سناتا ہوں ۔ یہ حدیث پہلے بھی کئی دفعہ سنا چکا ہوں ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ عظام سڑکوں ۔ گلیوں اور راستوں میں گھومتے رہتے ہیں ۔ اور تلاش کرتے ہیں ۔ کہ کہاں اللہ تعالےٰ کا ذکر ہو رہا ہے ۔ جہاں ذکر کرنے والوں کو پاتے ہیں ۔ تو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی بلاتے ہیں اور اس حلقہ ذکر کے چاروں طرف گھیرا ڈال کر اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں ۔ اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے ۔ کہ میرے بندے کیا کر رہے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتے ہیں ۔ مگر شہادت لینے کے لئے فرشتوں سے پوچھتے ہیں ۔ فرشتے جواب دیتے ہیں ۔ کہ یا اللہ وہ تیری تعریف اور بندگی کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ۔ کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے ۔ فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ نہیں ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ کہ اگر وہ مجھے دیکھ پائیں ۔ تو پھر اُن کی کیا حالت ہو ۔ تو فرشتے کہتے ہیں ۔ کہ یا اللہ پھر تو اور زیادہ شوق سے تیری بندگی اور تعریف بیان کرنی شروع کر دیں ۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ۔ کہ وہ کیا مانگتے ہیں ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ کہ جنت مانگتے ہیں اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ۔ کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے ۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ اگر وہ دیکھ پائیں ۔ تو فرشتے کہتے ہیں ۔ پھر تو اور زیادہ اُن کا اشتیاق بڑھے گا ۔ اُن کے دل میں اور زیادہ شوق پیدا ہوگا ۔ اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ۔ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ دوزخ سے اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ۔ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے ۔ فرشتے کہتے ہیں ۔ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دوزخ کو دیکھ لیں ۔ تو پھر کیا حالت ہو ۔ تو فرشتے کہتے ہیں ۔ کہ یا اللہ پھر تو اور زیادہ اُس سے بھاگنا شروع کر دیں ۔ اور اُن کے دل میں اور زیادہ خوف پیدا ہو ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ کہ میں تم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں ۔ کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ یا اللہ فلاں آدمی کسی کام کی غرض سے بیٹھا ہوا تھا ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ۔ کہ یہ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم نہیں جاتے ۔ (رواہ البخاری)

اللہ تعالےٰ آپ سب کو استقامت عطا فرمائے ۔ اور ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ یہ خوشخبری مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کے لئے ہے ۔

اب میں ایک چیز اصلاح حال کے لئے عرض کرتا ہوں ۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا (پارہ ۲۰ رکوع ۸ سورۃ القصص)

ترجمہ ۔ اور جو تجھ کو اللہ نے دیا ہے ۔ اُس سے کما لے پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے

(مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی)

یعنی اے انسان جو نعمتیں تم کو خدا نے دی ہیں ۔ اُن سے آخرت کا گھر بنا لے ۔ مثلاً اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتوں ۔ آنکھیں ۔ زبان ۔ کان ۔ دماغ ہاتھ پاؤں ۔ ان سب کو اللہ تعالےٰ کا دین سیکھنے میں صرف کرو ۔ آنکھوں سے تلاوت قرآن ۔ زبان سے ذکر الٰہی ہاتھ پاؤں کو دین سیکھنے کے لئے صرف کرو ۔ غرض یہ کہ اللہ تعالےٰ نے تمام نعمتیں اپنی بندگی کرنے کے لئے دی ہوئی ہیں ۔ تاکہ انسان ان سب نعمتوں کو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کرکے آخرت کا گھر بنا لے ۔

اور مت بھول اپنا حصہ سے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے تو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تھا ۔ اُس کو نہ بھول وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۔

ترجمہ ۔ اور میں نے انسان اور جن کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے ۔

پھر روٹی کہاں سے کھائیں گے اس کا جواب اللہ تعالےٰ نے پارہ ۱۲ میں شروع آیت میں دیا ہے

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۔

ترجمہ ۔ ہر جاندار کی ضروریات کا ٹھیکہ اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے ۔

عبادت انسان کے ذمہ ہے ۔ اور رزق اللہ تعالےٰ کے ذمے ہے ۔ اب انسان مقصد حیات (یاد الٰہی) کو بھول چکا ہے ۔ اور اُس چیز کے پیچھے لگا ہوا ہے ۔ جو اللہ تعالےٰ کے ذمے ہے ۔ اسی کا نام ہے گمراہی شیطان بھی ٹھیکہ لے کر آیا ہوا ہے اُس نے کہا تھا ۔ کہ اے اللہ تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کر دوں گا ۔ مگر چند مخلص بندے بچ

جائیں گے۔

اب شیطان نے گمراہ یہ کیا۔ کہ انسان سے عبادت چھڑوا دی - اور رزق کمانے کے پیچھے لگا دیا۔

اسی کی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ اے انسان اپنے حصّہ کو نہ بھول۔ اور میری عبادت کر۔ میری نعمتوں کو دین کی طرف لگا کر آخرت کا گھر بنالے۔

اب دن کو نوکریاں یا دوکانداری کرتے ہیں۔ اور رات کو سینما بازی نہ نماز کی پرواہ ہے۔ نہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کی۔

انگریز کی طرف سے سینما کی یہ لعنت تمہارے گلے میں پڑی ہے۔

سنو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر کسی غیر عورت پر اچانک نظر پڑ جائے۔ تو وہ معاف ہے۔ مگر دوبارہ اُسے جھانک کر دیکھنا حرام ہے۔ اب سینما میں مرد غیر عورت کو اور عورتیں غیر مردوں کو دیکھتی ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ لاہور کے اکثر مرد اور عورتیں فاسق ہیں۔ یاد رکھو۔ کہ مومن اسے کہتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو دل سے مانے۔ اور جو ان پر عمل کرکے دکھائے۔ وہ مسلمان اور جو دل سے مانے۔ عمل میں نہ لائے۔ وہ ہے فاسق فاسق کا مطلب ہے بدمعاش۔

اب جتنے بھی سینما دیکھنے جاتے ہیں۔ وہ سب بدمعاش ہیں۔ قرآن شریف پڑھو۔ تو پتہ چلے۔ کہ کیا ہوگیا ہے

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جب قیامت کے دن دوزخی دوزخ میں جائیں گے۔ تو وہ دعا کریں گے۔ کہ یا اللہ ہم نے اپنے بڑوں کی اطاعت کی اُن کا کہا مانا۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ تیرے دین کا راستہ نہ دکھایا۔ (سکول وکالج میں پڑھایا) یا اللہ ہمارے ماں باپ کو دگنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت بھیج ان بے ایمانوں نے ہمیں گمراہ کیا۔

یاد رکھو۔ جس راستے پر تم جا رہے ہو۔ وہ سراسر گمراہی کا راستہ ہے۔ اسلام کا راستہ نہیں ہے۔ انگریز کی تابعداری کو چھوڑ دو۔ ۴۴

۴۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اپنی اولاد کو دین سکھاؤ۔ کسی عالم ربانی کے پاس روزانہ ایک گھنٹہ کے لئے بٹھا کر تعلیم دین دلاؤ۔ تاکہ یہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے لئے دعائے مغفرت کرسکیں۔ ان کو نمازی بناؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ قیامت کے دن یہی تمہاری اولاد دین نہ سیکھنے کی وجہ سے تم پر لعنتیں بھیجے گی۔

انگریز کی غلامی کی وجہ سے تمہاری عقل ماری گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ

من ترك صلواة متعمداً فقد كفر۔ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑدی وہ کافر ہوگیا

سوتے ہوئے نماز کا وقت گزر جائے تو اور بات ہے۔ مگر جان بوجھ کر باتیں کرتے ہوئے۔ دفتر میں بیٹھ کر ایک نماز کو چھوڑ دینے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ میرے کڑوے الفاظ اس لئے ہیں۔ کہ تم کو کچھ ہوش آئے اور اس طرح اپنے اعمال سے تم اسلام کو بدنام نہ کرو۔

قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ یا اللہ ہمیں تو تیرا کوئی بندہ ڈرانے کے لئے آیا ہی نہیں تھا۔ اپنی اولاد کو دین دار بناؤ۔ علمائے کرام پر مذاق مت اڑاؤ۔ اسلام کو بدنام نہ کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کی عبادت جو تمہارے ذمہ ہے۔ اُس کو ادا کرو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

انجم، دہاڑی

حضرت بلال رضؓ

(انگریز مصنّف کی نظر میں)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور وہ صحابہ جو عظیم الشان سپہ سالار اور جلیل القدر فرمانروا بنے۔ ان کے حالات کے متعلق متعدد یورپی زبانوں میں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن وہ صحابی جنہوں نے عام سیاست میں حصہ نہیں لیا اور جنہیں ملکی امور کے لئے کسی عہدہ پر فائز نہیں کیا گیا۔ ان کے متعلق بہت کم مواد ملتا ہے۔ حضرت بلال رضؓ کا شمار مؤخر الذکر صحابہ میں ہوتا ہے

حضرت بلال رضؓ پر چند یورپیوں نے قلم اٹھایا ہے ان میں ایک مشہور ادیب لفکا ڈیو ہیرن LAFCADIA HEARN بھی شامل ہے۔ جس نے انگریزی زبان میں ایک مقالہ آپ کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ اس شخص نے کچھ امریکی نیوز پیپروں میں کام کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ہند چینی میں قیام کرکے مستقل طور پر جاپان میں سکونت پذیر ہوگیا۔

ہیرن نے اپنے مقالہ کا آغاز ایک انگریز شاعر ایڈون آرنلڈ "EDWIN ARNOLD" کے چند اشعار سے کیا ہے جن میں وہ رب العزت کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے

"اگر کوئی دن ایسا بھی آجائے جب یہ دنیا تیرے عبادت گزاروں سے خالی ہو جائے اور روئے زمین کے کسی گوشے سے بھی تیری حمد و ثنا بلند کرنے والوں کی آواز سنائی نہ دے۔ تب بھی اس کارخانۂ عالم میں ہر سُو تیری نشانیاں جلوہ گر رہیں گی اور زمین کا چپّہ چپّہ تیرے وجود کی گواہی دیتا رہے گا آسمان کے تمام سیارے جو رات دن گردش میں لگے رہتے ہیں اور تمام تارے جن کی ضوفشانی سے عالم بقعۂ نور بنا رہتا ہے۔ یہ تیرے درویش ہیں۔ جو محفل ذکر میں تیرے عرش تاباں کے گرد چکّر لگاتے رہتے ہیں"

ان اشعار کو درج کرنے کے بعد ہیرن لکھتا ہے :-

"بلادِ اسلامیہ میں سفر کرتے ہوئے اگر کسی مغربی سیّاح کو بلند و بالا میناروں والی کسی مسجد کے

باقی صفحہ ۱۷ پر

خطبہ یوم الجمعۃ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں کونسی چیز پسندیدہ ہے

فقط اعمال صالحہ

ثبوت

قولہ تعالیٰ:۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا

ترجمہ۔ مال اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

بارگاہ الٰہی جل مجدہٗ اور انسانی زاویہ نگاہ میں فرق

اللہ تعالیٰ کے ہاں مال کی کثرت کا ہونا کوئی عزت کا سبب نہیں ہے

ہاں

البتہ اعمال صالحہ کا ہونا موجب نجات مثلاً ارکان خمسہ (کلمۂ توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج) کا پایا جانا موجب نجات ہے۔ بشرطیکہ ان میں کوئی رہنے نہ پائے۔ مثلاً ان میں سے اقرار والے کا اقرار اور عمل والے کا عمل نہ رہ جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

اور انسانی نقطہ نگاہ

مال کی بہتات باعث عزت ہے

مثلاً

زمین کے زیادہ رقبہ پر قابض ہونا موجب عزت ہے۔ نماز پڑھے یا نہ پڑھے۔ وہ پنجابی زبان میں چوہدری کہلائیگا خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں وہ بجائے چودہری کے بے ایمان کہلائے۔

مثلاً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد واجب الاعتقاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ۔ جس شخص نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی۔ وہ کافر ہوچکا

یا مثلاً

ایک شخص کی ملکیت میں مال کے دو گودام بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ سیٹھ کہلاتا ہے۔ لوگوں کی نظر میں یہ بڑا معزز لفظ ہے۔

لیکن

وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس کی کوئی عزت نہیں۔ بلکہ وہ کافر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی۔ وہ کافر ہوگیا۔

یا مثلاً ایک شخص بہت بڑا ڈاکٹر ہے اور لوگ اسے

سول سرجن

کے معزز لقب سے پکارتے ہیں۔ مگر وہ شخص نماز نہیں پڑھتا۔ تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔

ترجمہ۔ جس شخص نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا۔

برادران اسلام

میری یہ صاف گوئی آپ کے لئے کڑوی دوائی کی طرح تکلیف دہ تو ہوگی۔ لیکن جس طرح وہ کڑوی دوائی پی لی جائے۔ تو مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح میں

اس تنبیہ سے

اگر آپ نیکی کے پابند ہو جائیں۔ تو یہ بڑا ہی مفید علاج ہے۔ یہ باتیں میں آپ سے خیر خواہی کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔

خدا کرے

کہ آپ یہ کڑوی دوائی پی لیں۔ اور آپ کی اصلاح ہو جائے۔ تو یہ بڑا ہی سستا سودا ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ میرے سب بدعمل بھائیوں کے لئے یہ کڑوا نسخہ مفید ہو جائے

والبنون

جس طرح کثرت مال انسان کی گمراہی کا موجب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں۔ اسی طرح بیٹوں اور پوتوں کی کثرت بھی بعض اوقات بعض انسان کی گمراہی کا باعث بن جاتی ہے

مثلاً

ایک شخص دوسرے شخص کو فحش گالیاں دیتا

ہے۔ اور دل میں خیال کرتا ہے۔ کہ یہ شخص میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ کیونکہ میرے سات بیٹے ہیں۔ اور پندرہ پوتے ہیں اس بائیس کے جتھے کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور سب ماشاء اللہ جوان ہیں۔ اور سب لڑاکے ہیں۔ اس غرور میں دوسرے مسکین کو بے تحاشا گالیاں دیتا ہے۔ اور جس کو گالیاں دے رہا ہے اس کا ایک بیٹا ہے۔ اس کو

یقین ہے

کہ اگر لڑائی ہوئی تو میرے بیٹے اور پوتے جنیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرمایا ہے۔ کہ اولاد کی کثرت کے گھمنڈ سے کسی مسکین پر ظلم نہ کر بیٹھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی سرکار والا مدار اس مسکین کی حامی ہوگی۔ پھر تمہیں اس بیہودہ گوئی کا نتیجہ جو بارگاہ الہٰی کا تم پر صادر ہوگا۔ وہ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے غریب پر ظلم کرنا۔ گویا کہ اپنے نفس پر ظلم ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ نے جس طرف انسان کی توجہ کرائی ہے وہ رخ بالکل ٹھیک ہے

وہ کیا ہے

(والبٰقیٰت الصٰلحٰت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا○)

ترجمہ۔ اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی ثواب اور آخرت کی امید کے لحاظ سے بہتر ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہی اجر عطا فرمائے گا۔ وہ کام کر۔ تاکہ بارگاہ الہٰی میں تیرا انجام بخیر ہو۔

دعا

اللھم وفقنا لما تحب وترضی یا ارحم الراحمین ویا غیاث المستغیثین

ڈاکٹر عارف فاروقی

تعلیمِ دین کی اہمیّت

ہمارے ہاں تعلیم دین، دین اسلام کی تعلیمات کو کہا جاتا ہے اور یہ کلام اللہ یعنی قرآن کریم اور احادیث پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ تعلیم دین ہماری زندگی کے لئے اسی قدر اہم و لازمی ہے جیسے پانی پودے کی نشو و نما کے لئے۔ اگر پودے کو پانی ملتا رہے تو وہ پھلتا پھولتا ہے۔ ورنہ چند دنوں کے بعد مرجھا جاتا ہے۔ اسی طرح دینی تعلیم کے بغیر روح بھی کمزور ہو جاتی ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عثمان رضؓ سے روایت ہے۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ۔ یعنی جس شخص نے قرآن مجید سیکھا اور سکھایا وہ تم سب سے بہتر ہے۔ سو ہمارا مقصد حیات قرآن پاک میں غور کرنے اور عمل کرنے سے ہی پورا ہو سکتا ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

(سورۃ الذاریٰت۔ آیت ۵۶)

ترجمہ:۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو۔ مگر اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ عز و جل نے اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس یہی ہمارا مقصد حیات ہے در اصل دنیا دار الامتحان ہے۔ اور آخرت کی کھیتی ہے۔ انسان دنیا میں جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی آخرت میں پھل پائے گا۔ مرنے کے بعد تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں اور مردہ بیکار ہوتا ہے۔ اس لئے مرنے کے بعد پرامن و ابدی زندگی حاصل کرنے کے لئے ہمیں اعمال نیک و صالح کی اشد ضرورت ہے۔ اور ہماری یہ ضرورت قرآن پاک اور احادیث نبویؐ کے سیکھنے سے ہی پوری ہو سکتی ہے۔ تاکہ ہم اپنے سارے کام قرآن حکیم اور احادیث پاک کی روشنی میں بخوبی انجام دے سکیں۔ اچھے بُرے کاموں میں تمیز کر سکیں۔ اور بُرے کاموں سے بچ سکیں۔

تعلیم دین ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان اپنے معبود، خالق حقیقی، رب العزت کو پہچانتا ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ پستی اور گمراہی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ انہوں نے دنیاوی تعلیم سے دینوی تعلیم کو علیحدہ کر دیا ہے اور محض دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کا کچھ خیال نہیں جو کہ ابدی یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور جس کو کوئی زوال نہیں۔ افسوس! کہ ہم گمراہی کے سمندر میں ڈوبے چلے جا رہے ہیں۔ اور ایسے مدہوش ہیں کہ ہوش نہیں آتی۔ ہمیں چاہئے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں اس واسطے کہ دنیاوی تعلیم تو صرف دنیا ہی میں مفید و کارآمد ہے موت کا کوئی وقت متعیّن نہیں خدا جانے کس وقت آ دبوچے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری ساری عمر حصول تعلیم ہی میں گذر جائے۔ اور جب استفادہ کا وقت آئے تو اللہ تبارک و تعالےٰ اتنا موقع ہی نہ دیں اور اس دارِ فانی سے

(باقی صہ ۱۴ پر)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ، کراچی

احکام القمار

قمار کی تعریف

ہر وہ معاملہ جو نفع اور نقصان کے درمیان دائر اور مبہم ہو اصطلاح شرع میں قمار اور میسر کہلاتا ہے اور اردو زبان میں اس کو جوا کہا جاتا ہے جیسے دو شخص آپس میں بازی لگائیں کہ تم آگے بڑھ گئے تو میں تم کو ایک ہزار روپیہ دوں گا اور اگر میں بڑھ گیا تو تمہیں ایک ہزار دینے پڑیں گے۔ یا اس طرح کہ اگر آج بارش ہو گئی تو تم ایک ہزار روپیہ مجھے دینا اور اگر نہ ہوئی تو میں تم کو دوں گا۔

یا بند ڈبے ایک مقررہ قیمت شلاً چار آنہ فی ڈبہ کے حساب سے فروخت کئے جائیں کسی ڈبہ میں پانچ روپیہ کی چیزیں ہوں۔ اور کسی میں دو پیسے کی تو اس ابہام اور دائر بین النفع والضرر صورت میں اس کی خریداری قمار ہے۔ اس کی مختلف اور لاتعداد صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اور ہر زمانہ میں ہر خطہ میں مختلف طریقوں سے قمار کھیلا جاتا رہا ہے۔

عرب میں اس کا ایک خاص طریق تھا کہ قمار کے لئے دس تیر دس ناموں سے متعلق تھے۔ اور تیر کے نام پر کچھ حصے ایک یا دو تین یا زیادہ مقرر تھے۔ بعض تیر بے نصیب بھی تھے جن پر کوئی حصہ مقرر نہ تھا۔ ان تیروں کو رلا ملا کر ایک ایک شخص کے نام سے ایک ایک تیر کسی شخص سے اٹھواتے تھے۔ جس شخص کے نام پر جس قسم کا تیر نکل آیا وہ ہی اس کا نصیب ہوتا تھا اور اس تیر پر جتنے حصے مقرر تھے وہ ان کا مالک سمجھا جاتا تھا اور جس شخص کے نام پر بے نصیب تیر نکلتا وہ بالکل محروم رہتا تھا۔ اس کے ساتھ عادت یہ تھی کہ ایک اونٹ ذبح کرکے اس کو ان تیروں کے مقررہ حصوں کے موافق تقسیم کرتے تھے۔ اور جس شخص کے نام بے نصیب تیر نکلتا ایک طرف تو وہ اونٹ کے گوشت سے محروم سمجھا جاتا تھا۔ دوسری طرف اونٹ کی قیمت بھی اسی کو ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس خاص قسم کے قمار کو قرآن میں میسر اور ازلام کے نام سے موسوم فرمایا ہے۔ میسر وہ اونٹ جو قمار کے لئے ذبح کرکے تقسیم کیا جائے اور ازلام وہ تیر جن کے ذریعہ قمار کے حصوں کی مقدار معین کی جائے اس کے علاوہ خرید فروخت میں بھی مختلف صورتیں قمار کی رائج تھیں۔ جن کو بیع ملامسہ یا منابذہ وغیرہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور احادیث نبویہ میں ان کی حرمت وارد ہوئی ہے۔

اسلام سے پہلے قمار نہ صرف رائج بلکہ شرافت و عزت اور مایہ تفاخر سمجھا جاتا تھا اور مزید تفاخر کے لئے یہ لوگ جو حصے قمار میں جیت لیتے تھے ان کو خود نہ کھاتے تھے بلکہ فقراء پر تقسیم کر دیتے تھے۔ (تفسیر کبیر للرازی ص۲۳۱ ج ۲)

قمار کی حرمت

دین اسلام جو الٰہیات اور عبادات کی طرح معاشیات اور اقتصادیات میں بھی اپنا ایک عادلانہ اور معتدلانہ نظام رکھتا ہے وہ اس اندھیر نگری کو کب روا رکھ سکتا تھا جس میں کوئی شخص کسی کے مال کو صحیح استحقاق کے قبضہ میں کرلے۔ اور جس کے نتیجہ میں کوئی غریب سے غریب اور مفلس سے مفلس ہوتا ہوتا چلا جائے اور دوسرا بغیر کسی عمل کے قارونی خزائے جمع کرتا چلا جائے۔ یا غرباء اور فقراء کی جیبوں سے ایک بڑی رقم جمع کرکے کسی ایک فرد کو بلا وجہ شرعی اس کا مالک بنا دیا جائے۔ اس لئے ناگزیر تھا کہ اس کو ناجائز قرار دے۔ لیکن دین فطرت کی وسعت و ہمہ گیری اور انسانی جذبات کی رعایت قابل دید اور لائق صد شکر ہے کہ شراب اور قمار جو عام لوگوں کی طبیعت ثانیہ بنے ہوئے تھے ان کو حرام کرنے کا ارادہ کیا گیا تو بیک وقت ان کی حرمت مطلقہ نازل نہیں فرمائی بلکہ ابتداءً ان کی خرابیاں بتلائی جاتی رہیں۔ ایک عرصہ کے بعد جب ان کی برائی قلوب میں مستقر ہو گئی اس وقت حرمت کے احکام نازل کئے گئے۔

چنانچہ ابتداء اسلام میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب اور قمار کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ تو ان کے لئے پہلی آیت سورہ بقرہ کی نازل ہوئی ؛۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا۔

ترجمہ:۔ لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں (مگر) ان کا گناہ ان کے منافع سے بڑھا ہوا ہے۔

اس آیت میں حرمت یا حلت کا معاملہ پوری طرح صاف نہ ہوا خاص خاص صحابہ کرامؓ تو وحی کی روش اور طرز سے اس کا ناپسندیدہ ہونا معلوم کرکے ابتداءً ہی ان چیزوں سے پرہیز کرنے لگے۔ لیکن

عام طور پر مسلمان صریح حرمت نازل ہونے تک استعمال کرتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس میں کوئی قطعی فیصلہ صادر نہ ہوا۔ تا آنکہ سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

اس آیت میں پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ شراب و قمار کی حرمت نازل ہو گئی اور اس کی حرمت کو اتنی تاکیدوں کے ساتھ بیان کیا گیا کہ حسب تحریر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اوّل اس کے بیان کو اِنَّمَا سے شروع فرمایا۔ جو عربی محاورہ کے اعتبار سے ایک خاص تاکید کا مضمون پیدا کرتا ہے دوسرے ان چیزوں کو رجس (یعنی گندی چیز فرمایا گیا۔ جس سے طبع سلیم خود ہی اجتناب کرے۔ تیسرے اس کو شیطان کا کام قرار دیا گیا۔ چوتھے خمر و قمار کی حرمت کو بت پرستی کے ساتھ جمع کر کے اس کی انتہائی شدت بتلائی گئی کہ یہ چیزیں ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں اور یہ سب کچھ بتلا کر فاجتنبوہ یعنی اس سے پرہیز کا حکم دیا گیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اس کی دنیوی اور دینی خرابیاں اگلی آیت میں اس طرح بیان فرمائی ہیں کہ شیطان ان چیزوں سے تمہاری دنیا اور دین دونوں کو برباد کرنا چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کی وجہ سے تمہارے آپس میں بغض و عداوت کی بنیاد پڑ جاتی ہے جس کے مفاسد بہت دور تک پہنچتے ہیں۔ اور ان چیزوں کی عادت اللہ تعالے کی یاد اور نماز جیسے فریضہ سے انسان کو روک دیتی ہے۔ اللہ تعالے سب مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائے آمین!

نزولِ حرمت کے بعد صحابہ کرام کا جذبۂ اطاعت شعاری

دیرینہ عادات اور قومی رسومات انسان کی طبیعت میں جبلت اور فطرت کی جگہ لے لیتی ہیں۔ امت مسلمہ کے لئے یہ ایک سخت ترین امتحان کا وقت تھا کہ جو چیزیں آج تک ان کی جزوِ زندگی اور مایۂ شرافت و اعزاز تھی — آج سخت ترین حرام قرار دے دیا گیا۔ یہ وقت بھی تاریخ اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

سبحان اللہ! ایک طرف دین فطرت کے قانون میں انسانی جذبات و عادات کی رعایت جس طرح قابل شکر و امتنان تھی۔ اسی طرح نزول حرمت کے بعد امت مسلمہ کا جذبۂ فرمانبرداری و اطاعت شعاری بھی دنیا کی تاریخ میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

سورہ مائدہ کی آیت مذکور نازل ہونے پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک منادی کرنے والا بھیج دیا جو مدینہ کی گلیوں میں یہ اعلان کر دے۔

اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ

ترجمہ:۔ خبردار کہ شراب حرام کر دی گئی۔

منادی کی آواز تھی یا کوئی بجلی کی رَو جس نے طبائع اور جذبات یکسر بدل ڈالا۔ شراب جو اب سے چند منٹ پہلے عرب کی محبوب ترین چیز اور جزوِ زندگی تھی اس آواز کے سنتے ہی جس کے ہاتھ میں جام تھا اس نے جام کو زمین پر پٹک دیا جس کے منہ سے لگا ہوا تھا کلی کر دی۔ گھر گھر سے جام و سبو کے ٹوٹنے کی آوازیں آنے لگیں۔ مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے بارش کے بعد رو کا پانی۔

جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ اس وقت ابوطلحہ کے مکان میں صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی جن میں ابو عبیدہ بن الجراح، ابو دجانہ، معاذ بن جبل، سہیل بن بیضاء جیسے اکابر شامل تھے میں اس جماعت میں ساقی بنا ہوا ان کو شراب پلا رہا تھا کہ یکایک یہ منادی کی آواز میرے کان پڑی اور دوسرے حضرات نے بھی سنی۔

ہم میں سے کسی نے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ باہر نکل کر معاملہ کی مزید تحقیق کر لیں بلکہ جام شراب ہاتھوں سے پھینک دئے مٹکے اور صراحیاں توڑ کر ساری شراب نالیوں کے راستہ بہا دی گئی۔ اور ہم سب وضو اور غسل کر کے مسجد کی طرف چلے وہاں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیات مذکورہ تلاوت فرما رہے تھے۔

(ابن کثیر صـ۹۴ جلد ۲)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح ایک جماعت کے ساتھ پینے اور پلانے میں مشغول تھے۔ منادی کی آواز کان میں پڑنا تھا کہ جس کے ہاتھ میں جام شراب تھا ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور جس کے منہ کو لگا ہوا تھا اس نے فوراً اسی جام میں کلی کر دی۔ جو بڑے برتنوں میں تھی سب کو پھینک دیا گیا۔

(ابن کثیر صـ۹۵ جلد ۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی کا کاروبار یہی تھا کہ خیبر سے شراب لاتے اور مدینہ میں فروخت کرتے تھے اتفاقاً نزول حرمت کے وقت وہ خیبر شراب لینے کے لئے گئے ہوئے تھے کافی مقدار شراب کی مشکیزوں میں لئے ہوئے مدینہ میں داخل ہو رہے تھے۔ کہ کوئی صحابی راستہ میں مل گئے اور یہ خبر سنا دی کہ شراب حرام کر دی گئی ہے۔ شراب لانے والے یہ بزرگ جس جگہ تک پہنچے تھے وہیں کھڑے رہ گئے اور اس کو گوارا نہ فرمایا کہ حرمت کی خبر سننے کے بعد شراب کے مشکیزوں کو ایک قدم بھی آگے بڑھائیں بلکہ وہیں ایک ٹیلہ پر یہ سب مشکیزے رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کیا صحیح ہے آپ نے تصدیق فرمائی۔ پھر عرض کیا کہ کیا مجھے اس کی اجازت ہے۔ کہ میں نے جس سے خریدا ہے۔ اُسی کو واپس کر دوں۔ فرمایا نہیں۔ اب اس کا واپس کرنا بھی آپ کے لئے جائز نہیں۔ عرض کیا کہ میں یہ کسی غیر مسلم کو ہدیہ دے دوں جس کے مجھ پر احسان ہیں۔ ارشاد ہُوا کہ (یہ بھی) نہیں۔ پھر عرض کیا کہ اس مال میں چند یتیموں کا مال بھی شامل ہے جو میری سرپرستی میں ہیں اس کا کیا کروں۔ ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے پاس بحرین کا مال (سرکاری خزانہ) آئے اس وقت آ جاؤ۔ یتیموں کے حق کا معاوضہ بیت المال سے دے دیا جائے گا۔ یہ بزرگ خدمت اقدس سے واپس ہوئے۔ اور اسی ٹیلے پر مشکیزوں کے دہانے کھول دئے۔ جس سے ٹیلے کے نیچے شراب (اس طرح) بہنے لگی۔ (جیسے بارش کا پانی)

(تفسیر ابن کثیر ص۹۶ جلد۲)

اسی طرح نافعؓ بن کیسان کے والد کا کاروبار بھی شراب کا تھا ملک شام سے لاتے اور مدینہ میں فروخت کرتے تھے۔ اتفاقاً یہ بھی تازہ مال لے کر اس وقت پہنچے۔ جبکہ آیت حرمت نازل ہو چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حرمت کی خبر معلوم کرکے درخواست کی کہ اجازت ہو تو اس کو فروخت کر لوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شراب بھی حرام کر دی گئی اور اس کی قیمت بھی کیسان یہ ارشاد سنتے ہی اپنے شام سے لائے ہوئے مال کے پاس پہنچے اور پاؤں سے روند کر سب مشکیزے زمین پر بہا دئے۔

(ابن کثیر ص۹۳ جلد۲)

یہ موقع حرمت شراب کی روایات و واقعات جمع کرنے کا نہیں۔ مگر چونکہ شراب کی حرمت میسر و قمار کے ساتھ ساتھ نازل ہوئی۔ اس لئے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کے جذبۂ اطاعت شعاری کا ایک نمونہ پیش کرنے کے لئے یہ روایات قلم پر آ گئیں۔

انہیں روایات سے اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان مقبولان الٰہی کا شراب جیسی چیز کے بارہ میں حال ہے جس کا ایک وقت چھوڑنا بھاری تھا تو میسر و قمار سے ان حضرات کے اجتناب و پرہیز کا کیا حال ہُوا ہو گا۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آیت کے نزول کے بعد جن امور میں قمار کا شبہہ بھی ہوتا تو صحابہ کرام اس کے پاس نہ جاتے تھے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لِصَاحِبِہٖ تَعَالَ اُقَامِرُكَ فَلْیَتَصَدَّقْ۔ اگر کسی شخص نے کسی سے محض زبان سے بھی یہ کہہ دیا کہ آؤ جُوا کھیلیں (خواہ عمل نہ کیا ہو) تو وہ بھی ایک گناہ کا مرتکب ہو گیا۔ اس کو چاہیئے کہ اس گناہ کی تلافی کے لئے صدقہ کرے۔

تنبیہ:۔ افسوس ہے کہ شراب اور قمار جن کی حرمت قرآن کریم میں اس قدر تاکید سے آئی اور حدیث میں محض زبان سے کہہ دینے کو بھی جرم قرار دیا گیا۔ آج کے مسلمان اس سے اتنے غافل ہیں۔ کہ گویا قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت ہی نہیں۔ یا معاذاللہ ان کا قرآن و حدیث پر ایمان ہی نہیں۔ اور زیادہ افسوس اس کا ہے کہ اس میں بہت سے وہ لوگ مبتلا ہیں جو نماز روزہ کے اعتبار سے دیندار سمجھے جاتے ہیں ان کی واقفیت اور اطلاع کے لئے قمار کی وہ صورتیں بھی لکھی جاتی ہیں جو آج کل عموماً رائج ہیں۔

قمار کی مروّجہ صورتیں

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَلشُّطْرَنْجُ مِنَ الْمَیْسِرِ

(رواہ ابن ابی حاتم)

ترجمہ:۔ شطرنج بھی قمار میں داخل ہے۔

ائمۂ تابعین عطاؔ، مجاہدؔ۔ طاؤسؔ یمانی فرماتے ہیں:۔

کُلُّ شَیْءٍ مِّنَ الْقِمَارِ فَھُوَ مِنَ الْمَیْسِرِ حَتّٰی لَعِبَ الصِّبْیَانُ بِالْجُوْزِ (ابن کثیر ص۹۱ ج۲)

ترجمہ:۔ ہر چیز جو قمار میں داخل ہے وہ میسر ہی کے حکم میں ہے یہاں تک بچے جو اخروٹ وغیرہ سے ہار جیت کا کھیل کھیلتے ہیں وہ بھی قمار ہے۔

اور حضرت راشد بن سعد اور حمزہ بن حبیب کا قول بھی یہی ہے کہ بچے جو لکڑیوں سے یا اخروٹ اور بیضوں سے ہار جیت کا کھیل کھیلتے ہیں یہ بھی قمار میں داخل ہے

قمار کی مذکور الصدر تعریف اور حضرات صحابہ و تابعین کی تونیح سے ثابت ہُوا کہ ہمارے زمانہ کے مندرجہ ذیل کھیل بھی قمار حرام میں داخل ہیں۔ اور قرآن کریم کی وعید شدید ان پر عاید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے اور اپنے بچوں کے اعمال کا جائزہ لے کر ان سے بچنے اور بچانے کی فکر کریں۔

موجودہ زمانہ میں ہر قسم کی لاٹری بھی قمار میں داخل ہے اور حرام ہے۔ جس سے سینکڑوں صورتیں بازاروں اور کارخانوں میں رائج ہیں جن میں سے چند مشہور و معروف اقسام کے احکام لکھے جاتے ہیں۔

اخباری معمّے

آج کل وبا کی طرح قمار کی یہ صورت عام ہو گئی ہے جو حل معمّہ کے عنوان سے بہت سے اخباروں اور ماہوار رسالوں کا بڑا کاروبار بنا ہُوا ہے۔

معمّہ کی مختلف صورتیں لکھ کر اشتہار دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کا کوئی حل لکھ کر بھیجے اور اس کے ساتھ اتنی فیس مثلاً ایک روپیہ فیس کا بھیجے تو جن لوگوں کے حل صحیح ہوں گے۔ ان میں سے انعام اس شخص کو دیا جائے گا جس کا

نام لاٹری یا قرعہ اندازی کے ذریعہ نکل آئے۔ اس میں بعض لوگ بڑے بڑے انعامات بھی مقرر کرتے ہیں۔

جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام غریب طبقہ کے لوگ بھی یہ سمجھ کر کہ فیس معمولی ہے ایک روپیہ ضائع ہی ہو گیا تو کوئی بڑا نقصان نہیں اور اگر کہیں نام نکل آیا تو دو لاکھ ہو جائیں گے۔ اس طرح میں قوم کے ہزاروں لاکھوں افراد معموں کے حل اور ان کے ساتھ ایک روپیہ بھیج دیتے ہیں جو کھلا ہوا قمار (جوا) ہے۔ کہ ایک شخص اپنا فیس کا ایک روپیہ اس موہوم طریق پر ڈالتا ہے کہ یا تو یہ روپیہ بھی ضائع ہو گیا۔ اور یا ہزاروں روپیہ لے کر آیا۔ اسی کا نام شرع اسلام میں جوا یا قمار ہے۔ بعض رسالوں میں یہ کاروبار کروڑوں کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ اس میں اگر وہ کوئی اور بے ایمانی بھی نہ کریں بلکہ وعدہ کے مطابق انعامات تقسیم کر دیں۔ تب بھی اس کاروبار والوں کو لاکھوں کروڑوں کی رقم بچ جاتی ہے۔ جو لاکھوں غریبوں کے خون پسینہ کی کمائی ہوتی ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عوام غریب سے غریب ہوتے چلے جائیں۔ ان کا خون چوس کر کمپنی کروڑپتی بنتے چلے جائیں۔ قمار کے حرام اور ناجائز ہونے کی ایک یہی وجہ کافی ہے۔ کیونکہ اسلام کے اقتصادی نظام میں اصولی طور پر شدت کے ساتھ اس کا انسداد کیا گیا ہے۔ کہ دولت عوام کے ہاتھوں سے سمٹ کر چند افراد کے ہاتھوں میں مقید ہو جائے۔

معمہ بازی کا مروجہ کمار اس وجہ سے اور بھی زیادہ سخت اور ہزاروں گناہوں کا مجموعہ ہو جاتا ہے کہ اس میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کے لئے ڈنکے کی چوٹ تمام عوام کو دعوت دی جاتی ہے ہر آدمی جو اس میں حصہ لیتا ہے قرآن کے کھلے ہوئے حکم کی خلاف ورزی کر کے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کاروبار کے چلانے والوں پر ان سب کے گناہوں کا وبال عائد ہوتا ہے اور جو لوگ اس کاروبار کی کسی درجہ میں اعانت کرتے ہیں۔ وہ بھی شریک گناہ ہوتے ہیں۔ اس طرح بیک وقت لاکھوں کروڑوں مسلمان علانیہ طور پر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح حکم کے خلاف ایک حرام قطعی کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور اس میں ہزاروں لاکھوں دیندار مسلمان بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر اس کا غیر منقطع سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس وبال سے سب کو نجات عطا فرمائیں۔

مختلف مالیّت کے بند ڈبوں کی خرید و فروخت

بازاروں اور نمائشوں میں بند ڈبے فروخت کئے جاتے ہیں۔ کسی میں ایک پیسہ کا مال بھی نہیں ہوتا اور کسی میں زیادہ مال ہوتا ہے۔ لوگ اس کو قسمت آزمائی سمجھ کر اختیار کرتے ہیں یہ بھی کھلا ہوا قمار حرام ہے۔

بچوں کے مختلف کھیل

بعض شہروں میں بچے بادام، اخروٹ یا کانچ کی گولیوں وغیرہ سے ہار جیت کرتے ہیں۔ یہ بھی قمار میں داخل ہے اور حرام ہے۔



سٹہ کا سارا کاروبار قمار ہی ہے۔ اور بنص قرآن حرام ہے۔ اس کے کاروبار میں کسی قسم کی اعانت بھی حرام ہے۔

پتنگ بازی اور کبوتر بازی

بعض لوگ پتنگ بازی اور کبوتر بازی پر روپیہ کی ہار جیت کھیلتے ہیں۔ یہ کھیل خود بھی ناجائز ہیں اور ان میں روپیہ پیسہ کی ہار جیت دوسرا مستقل گناہ اور حرام صریح ہے۔

انشورنس یا بیمہ

بیمہ کے کاروبار کو امداد باہمی کا نام دے کر جائز قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کی مروجہ صورتیں جتنی ہماری نظر سے گذری ہیں جوا اور قمار سے خالی نہیں اس لئے وہ سب حرام ہیں۔ اختیاری حالات میں اس میں مبتلا ہونا گناہ عظیم ہے۔

نمائشوں کے انعامی ٹکٹ

چند سال سے کراچی، لاہور وغیرہ میں دیکھنے میں آیا ہے کہ مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپیہ کا ٹکٹ یکمشت خرید لے گا وہ اپنے اس ٹکٹ کے ذریعہ عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا اور ان ٹکٹوں پر بذریعہ قرعہ اندازی کچھ انعام مقرر ہیں جس کا نمبر نکل آیا اس کو وہ انعام بھی ملے گا۔

یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتی ہے کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اس ٹکٹ کا معاوضہ بصورت داخلہ نمائش مل جاتا ہے۔ لیکن اب مدار نیت پر رہ جاتا ہے جو شخص موہوم انعام کی غرض سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے۔ وہ ایک گونہ قمار کا ارتکاب کر رہا ہے اور جس کے پیش نظر صرف نمائش میں جانا اور انتہائی انعام کی ہوس پیش نظر نہیں پھر اتفاقاً انعام بھی مل گیا وہ قواعد کی رو سے قمار کے حکم سے نکل گیا۔ واللہ سبحانہٗ تعالےٰ وعلم۔

محمد شفیع عمرالدین سانگھڑ

عدل و انصاف

(۳)

۸ کتاب اور ترازوئے عدل

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ (الحدید -آیت ۲۰)

ترجمہ - البتہ ہم نے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا - اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازوئے (عدل) بھی بھیجی تا کہ لوگ انصاف قائم رکھیں -

"کتاب اور ترازو شاید اسی تولنے کی ترازو کو کہا کہ اس کے ذریعہ سے بھی حقوق ادا کرنے اور لین دین میں انصاف ہوتا ہے - یعنی کتاب اللہ اس لئے اتاری ہے - کہ لوگ عقائد و اخلاق اور اعمال میں سیدھے انصاف کی راہ چلیں - افراط و تفریط کے راستہ پر قدم نہ ڈالیں - اور ترازو اس لئے پیدا کی کہ بیع اور شراء وغیرہ معاملات میں انصاف کا پلہ کسی طرف اٹھا یا جھکا نہ رہے - اور ممکن ہے " ترازو " شریعت کو فرمایا ہو - جو تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ کے حسن و قبح کو ٹھیک جانچ تول کر تبلاتی ہے - واللہ اعلم"

(حضرت مولانا عثمانی رح)

حاصل یہ نکلا

کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا ایک مقصد یہ بھی ہے - کہ دنیا جہاں میں ہر معاملہ میں عدل و انصاف قائم کیا جائے - اور یہ مقصدِ شریعت حضرات انبیاء علیہم پر اسلام لانے اور اس پر چلنے سے پورا ہوسکتا ہے -

باالفاظ دیگر

شریعت اسلامی کی راہ چھوڑنا بے انصافی کی طرف لے جائے گا -

۹ - اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥

(المائدہ ایت ۴۲)

ترجمہ - تو ان میں انصاف سے فیصلہ کر - بے شک اللہ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے -

قرآن مجید نے بار بار اس پر زور دیا ہے - کہ کوئی شخص کتنا ہی شریر ظالم اور بدمعاش کیوں نہ ہو - مگر اس کے حق میں تمہارا دامنِ عدالت ناانصافی چھینٹوں سے داغدار نہ ہونے پائے یہ ہی وہ خصلت ہے جس کے سہارے زمین و آسمان کا نظام قائم رہ سکتا ہے " (حضرت مولانا عثمانی رح)

۱۰ - خانہ جنگی کا انسداد

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ٥

(الحجرات ۹)

ترجمہ - تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

یعنی فریقین میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دی جائے - بے جا طرفداری کسی فریق کی نہ کی جائے - یہی طریقہ ہے جس سے دو ٹوٹے ہوئے دل جڑ سکتے ہیں اور نفرت اور بغض محبت اور مروت میں بدل سکتا ہے - یہ چیز صرف انصاف کی برکت سے مل سکتی ہے -

دیکھئے جب دو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اپنا جھگڑا چکانے آئے تو کہا :-

لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ٥

(ص آیت ۲۲)

ترجمہ - کہا ڈر نہیں - دو جھگڑنے والے ہیں - ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے - پس آپ ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے - اور بے انصافی نہ کیجئے - اور ہمیں سیدھی راہ پر چلائیے -

"آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں اور ہم سے خوف نہ کھائیے - ہم دو فریق اپنے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرانے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں آپ ہم میں منصفانہ فیصلہ کر دیجئے - کوئی بے راہی اور ٹالنے کی بات نہ ہو - ہم عدل و انصاف کی سیدھی راہ معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں -

(حضرت مولانا عثمانی رح)

منصف کو ہدایت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رض کہتے ہیں - کہ حضرت ابوبکر رض نے اپنے بیٹے کو جو سجستان میں تھے - لکھا کہ تم دو آدمیوں میں اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تم غصّہ کی (حالت) میں ہو - کیونکہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے - آپ فرماتے تھے - کہ کوئی حاکم دو آدمیوں میں اس وقت فیصلہ نہ کرے جب وہ غصہ کی حالت میں ہو -

(بخاری - کتاب الاحکام)

منصف کو تحمل کے ساتھ فریقین کی بات سن کر ٹھنڈے دل سے غور و خوض کرکے انصاف کرنا چاہئے - اس کو غصہ کی حالت میں معاملات کے فیصلے کرنے سے روکا گیا ہے - کیونکہ غصہ کی حالت میں دل و دماغ پریشان ہوتا ہے - یہ حالت انصاف کی راہ میں حائل ہونے کا باعث بنتی ہے - اس لئے مذکورہ بالا زرین اصول حاکم کے لئے تجویز فرمایا گیا -

اسی طرح جب بھوک بے تاب کر رہی ہو - یا شکم زیادہ پُر ہو - یا نیند کا غلبہ ہو - یا کوئی غم و فکر دامن گیر ہو تو فیصلہ کرنے سے رک جانا مناسب ہے -

۱۱ - ہر معاملہ میں انصاف کرنیوالے کا آخرت میں درجہ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ فِیْ حُکْمِہِمْ وَاَھْلِیْہِمْ وَمَا وَلُوْا

(ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں نور کے منبروں پر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے حکم میں اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں، اور جو کام ان کے سپرد ہوں۔ اس میں عدل کرتے ہیں

حدیث۔ اَھْلُ الْجَنَّۃِ ثَلَاثَۃٌ ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِیْمٌ رَقِیْقُ الْقَلْبِ لِکُلِّ ذِیْ قُرْبٰی وَمُسْلِمٍ وَعَفِیْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِیَالٍ۔ (ریاض الصالحین بحوالہ مسلم)

ترجمہ۔ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں وہ حاکم جسے عدل کرنے کی توفیق دی گئی ہو۔ وہ شخص جو اپنے خویش اقارب اور مسلمانوں کے لئے رحم دل اور نرم دل ہو۔ اور وہ بال بچے والا جو پاک دامن اور پاکیزہ اخلاق والا ہو۔

بقیہ تعلیم دین کی اہمیت

ص۸ سے آگے

کوچ کر جانے کا حکم صادر فرما دیں۔

دنیاوی تعلیم کے حصول سے ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زندگی آرام و سکون اور راحت و چین سے گذر جائے۔ تکلیفات نہ اٹھانی پڑیں۔ دینی تعلیم ہماری زندگی کے لئے دنیاوی تعلیم سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یہی تو ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے ہمیں احکامات دین، باہمی معاملات، معاشرت یعنی طرز زندگی، اخلاق یعنی عمدہ عادات، معیشت یعنی حصول معاش اور عدالت کے احکامات کے متعلق علم ہوتا ہے۔ اس کے بغیر ہمیں کسی چیز کے متعلق علم ہونا محال ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ۝

سورۃ تحریم رکوع ۱

ترجمہ:- اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچانا خاندان کے بزرگ کا فرض ہے۔ یہاں اس سے ان تمام برائیوں اور خرابیوں سے ان کی حفاظت مقصود ہے جو بالآخر انسان کو دوزخ کی آگ کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اس طرح ہر گھر کے سردار پر اولاد کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم و نگہداشت کا فرض عاید کیا گیا ہے۔ اس سے کسی مسلمان کو غافل نہ ہونا چاہئے اگر اولاد کو دنیاوی تعلیم دے کر ان کو دنیا کی جاہ و حشمت کا حصہ دار بنا دیا ہوگا۔ اور دینی تعلیم سے بے بہرہ رکھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان کے ماں باپ پر سخت ناراض ہوگا۔ قیامت کے دن جب بے دین اولاد دوزخ میں جائے گی تو اپنے شفیق و محسن ماں باپ پر لعنت کرے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُہُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِہِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْہُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝

(سورۃ احزاب رکوع ۸)

ترجمہ:- جس دن ان کے منہ دوزخ کی طرف پھیرے جائیں گے کہیں گے۔ افسوس کہ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کی ہوتی۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں (یعنی ماں اور باپ) کا کہنا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب! انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

یہ سب دینی تعلیم سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اگر مسلمان قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ کو مضبوطی سے تھام لیں تو اس کے دینی و دنیاوی تمام معاملات سدھر جائیں۔ اور اپنے سلف صالحین کی طرح وہ بھی دنیا میں سرخرو ہو۔ اور کامیابی قدم قدم پر اس کا ہاتھ چومے۔ افسوس! آج مسلمان بدقسمتی سے اپنے خالق حقیقی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فراموش کر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنے فرائض کے سمجھنے اور اچھی طرح نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین! یا الٰہ العٰلمین!!

دو رُخے پن کی مذمّت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جن لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ آدمیوں سے تو چھپاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے۔ حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہے جبکہ وہ خلاف مرضی الٰہی گفتگو سے تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سب اعمال کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔

(سورۃ نساء پ۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم لوگوں کو نسب والا پاؤ گے جو ایام جاہلیت میں تم سے بہتر تھے وہی اسلام کے اندر بھی تم میں بہتر ہیں۔ جبکہ وہ سمجھدار ہوں (اور دین اسلام کو سمجھیں) اور تم اس حکومت و امارت میں لوگوں میں بہترین ان حضرات کو پاؤ گے جو ان میں اس چیز سے زیادہ نفرت کرنے والے ہوں گے اور لوگوں میں سب سے برا (قیامت کے روز) دو رُخے

کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

مال کی محبت

کچھ نہ کچھ رنگ ضرور لاتی ہے

حضرت بلالؓ کے سامنے کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پوچھا۔ کہ بلال یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) آئندہ کی ضرورت کے لئے ذخیرہ کے طور پر رکھ لیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ بلالؓ تم اس سے نہیں ڈرتے کہ اس کی وجہ سے کل کو قیامت کے دن جہنم کی آگ کا دھواں تم دیکھو۔ بلال خرچ کر ڈالو اور عرش والے (جل جلالہ) سے کمی کا خوف نہ کرو۔

ہر شخص کی ایک شان اور حالت ہوا کرتی ہے۔ ہم جیسے کمزور ضعیف الایمان اور ضعیف الیقین لوگوں کے لئے شرعًا اس کی گنجائش ہو بھی کہ وہ ذخیرہ کے طور پر آئندہ کی ضرورت کے لئے کچھ رکھ لیں۔ لیکن حضرت بلالؓ جیسے جلیل القدر کامل الایمان اور کامل الیقین کی یہی شان تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے کمی کا ذرا بھی خوف یا واہمہ نہ ہو۔ جہنم کا دھواں دیکھنے سے اس میں جانا لازم نہیں آتا۔ لیکن ان لوگوں کے اعتبار سے کمی تو ضرور ہوگی جن کو یہ بھی نظر نہ آئے اور کم از کم حساب کا قصہ تو لمبا ہی ہو جائے گا۔ بعض احادیث میں معمولی معمولی رقم ایک دو دینار کسی شخص کے پاس نکلنے پر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جہنم کی آگ کی وعید وارد ہوتی ہے۔ اور حساب کا معاملہ تو ہر شخص کے لئے ہے کہ جتنا مال زیادہ ہوگا اتنا ہی حساب طویل ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس میں کثرت سے داخل ہونے والے فقراء ہیں اور وسعت والے ابھی روکے ہوئے ہیں اور جہنمی لوگوں کو جہنم میں پھینک دیا گیا۔ اور پھر میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے اس میں کثرت سے داخل ہونے والی عورتوں کو دیکھا عورتوں کے جہنم میں داخل ہونے کی وجہ ایک اور حدیث میں آتی ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عیدگاہ میں تشریف لے گئے۔ جب عورتوں کے مجمع پر گذر ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے خطاب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تم صدقہ بہت کثرت سے کیا کرو۔ میں نے عورتوں کو بہت کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا بات ہے؟ فرمایا کہ عورتیں لعنت (بد دعائیں) بہت کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں عورتوں میں ایسی کثرت سے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ جس اولاد پر جان دیتی ہیں ہر وقت اُس کی راحت اور آرام کی فکر میں رہتی ہیں لیکن ذرا ذرا سی بات پر اس کو ہر وقت بد دعائیں تو مر جا، قبر گڑ جا، تُو نہ رہے، تیرا ناس ہو جائے وغیرہ وغیرہ ان کا تکیہ کلام ہوتا ہے۔ اور خاوند کی ناشکری کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ وہ غریب جتنی بھی ناز برداری کرتا رہے ان کی نگاہ میں وہ لاپرواہ ہی رہتا ہے ہر وقت اس غم میں مری رہتی ہیں کہ خاوند نے اپنی والدہ کو کوئی چیز کیوں دے دی۔ اپنے بوڑھے باپ کو تنخواہ میں سے کیوں کچھ دے دیا۔ بہن بھائی سے سلوک کیوں کیا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الکسوف میں دوزخ جنت کا مشاہدہ فرمایا تو دوزخ میں کثرت سے عورتوں کو دیکھا۔ صحابہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ احسان فراموشی کرتی ہیں۔ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر تو تمام عمر ان میں سے کسی پر احسان کرتا رہے تو پھر کوئی ذرا سی بات پیش آ جائے تو کہنے لگتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔ عورتوں کی عام عادت ہے کہ جتنا بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے کم ہے اگر کسی وقت کوئی بات ان کی خلاف طبع پیش آ جائے تو خاوند کے عمر بھر کے احسان سب ضائع ہوئے۔ اور کہتی ہے اس گھر میں مجھے کبھی چین نہ ملا ان کا خاص تکیہ کلام ہے۔ ان روایات سے عورتوں کے کثرت سے جہنم میں داخل ہونے کی وجہ معلوم ہونے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اس سے بچاؤ اور حفاظت کی چیز بھی صدقہ کی کثرت ہے چنانچہ اس عید والی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ ارشاد فرما رہے تھے تو حضرت بلالؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور صحابی عورتیں کثرت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد سننے کے بعد اپنے کانوں کا زیور اور گلے کا زیور نکال نکال کر حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈال رہی تھیں۔

ہمارے زمانے میں اوّل تو

عورتوں کو اس قسم کی سخت حدیثیں سن کر خیال بھی نہیں ہوتا - اور اگر کسی کو ہوتا بھی ہے تو پھر اس کا نزلہ بھی خاوند ہی پر گرتا ہے کہ وہی ان کی زکوٰۃ ادا کرے ان کی طرف سے صدقہ کرے - اگر وہ خود بھی کریں گی تو خاوند ہی سے وصول کر کے - مجال ہے کہ ان کے زیورات کو کوئی آنچ آ جائے - ویسے چاہے سارا ہی چوری ہو جائے، کھویا جائے یا بیاہ شادیوں میں اور لغو تقریبات میں گروی رکھ کر ہاتھ سے جاتا رہے مگر اس کو اپنی خوشی سے اللہ کے ہاں جمع کرنا اس کا کہیں ذکر نہیں - اسی حال میں اس کو چھوڑ کر مرجاتی ہیں - پھر وہ وارثوں میں تقسیم ہو کر کم داموں میں فروخت ہوتا ہے - بنتے وقت نہایت گراں بنتا ہے، بکتے وقت نہایت ارزاں جاتا ہے - لیکن ان کو اس سے کچھ غرض نہیں کہ یہ گھڑائی کے دام بالکل ضائع جا رہے ہیں اور ان کو بڑانے رہنے سے یعنی تڑوا کر وہ بنوا لیا وہ تڑوا کر یہ بنوا لیا اور اپنے کام آنے والا نہ وہ ہے نہ یہ ہے - اور بار بار تڑوانے میں مال کی اضاعت کے علاوہ گھڑائی کی اجرت ضائع ہوتی رہتی ہے - یہ درمیان میں عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے کی وجہ سے آ گیا اصل مضمون تو یہ تھا کہ مال کی کثرت کچھ نہ کچھ رنگ ضرور لاتی ہے - حتیٰ کہ حضرات مہاجرینؓ کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائینگے حالانکہ ان حضرات کے ایثار اور صدقات کی کثرت اور اخلاص کا نہ تو اندازہ کیا جا سکتا ہے نہ مقابلہ ہو سکتا ہے -

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ "اے اللہ! زندگی میں بھی مجھے مسکین رکھ - اور مسکینی کی حالت میں موت عطا کر اور میرا حشر بھی مسکینوں کی جماعت میں فرما۔"

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیوں؟ (یعنی آپ مسکینی کی دعا کیوں فرماتے ہیں) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مساکین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے عائشہؓ مسکین کو نامراد واپس نہ کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو - عائشہؓ! مساکین سے محبت رکھا کرو - ان کو اپنا مقرب بنایا کرو - اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اپنا مقرب بنائیں گے۔

حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے (جس میں مبتلا ہو کر وہ فتنے میں پڑ جاتی ہے) میری امت کا فتنہ مال ہے۔

واقعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بالکل ہی ٹھیک ہے اور کوئی اعتقادی چیز بھی نہیں ہے روزمرہ کے مشاہدات میں دیکھی جاتی ہے کہ مال کی کثرت سے جتنی آوارگی، عیاشی، جوابازی، زناکاری، سودخواری، سینما بینی، ظلم و ستم، قتل و غارت، لوگوں کو حقیر سمجھنا، اللہ کے دین سے غفلت، عبادات میں تساہل، دین کے کاموں کے لئے وقت نہ ملنا وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں - ناداری میں ان کا تہائی چوتھائی بلکہ دسواں حصہ بھی نہ ہوگا - جس کی جیب میں فالتو پیسے ہی نہیں وہ چکلے میں کیسے جائے سینما کیسے دیکھے - ایک مثل مشہور ہے کہ "زر نیست عشق ٹیں ٹیں" اتفاق سے یہ چیزیں بھی نہ ہوں تو کم سے کم مال کے بڑھانے کا فکر تو کہیں گیا ہی نہیں - دو چار ہزار روپے کسی کو دے دیجئے - پھر اُسے ہر وقت اس کو کسی کام میں لگا کر بڑھانے کا فکر دامنگیر ہوگا - پھر کہاں کا سونا کہاں کا آرام کیسی نماز اور کیسا روزہ، کیسا حج اور کیسی زکوٰۃ - اب تو دن بھر اسی چکر میں ہے کہ کسی طرح دُکان کی آمدنی بڑھے - دُکان کی مشغولی نہ تو کسی دینی کام میں شرکت کی اجازت دیتی ہے نہ دین کے لئے کہیں باہر جانے کا وقت ملتا ہے کہ دُکان کا حرج ہو جائیگا - ہر وقت یہ فکر سوار کہ کون سا کاروبار ایسا ہے جس میں نفع زیادہ ہو - کام چلتا ہوا ہو - اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جو کئی حدیثوں میں آیا ہے کہ اگر کسی کو دو وادیاں (دو جنگل) مال کے حاصل ہو جائیں تو تیسری وادی کی تلاش میں لگ جاتا ہے - آدمی کا پیٹ (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کے لئے ایک جنگل کھجوروں کا ہو تو دوسرے کی تمنا کرتا ہے - اور دو ہوں تو تیسرے کی اور اسی طرح تمنائیں کرتا رہتا ہے - اس کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر آدمی کو ایک وادی سونے کی دے دی جائے تو وہ دوسری کو تلاش کرتا ہے اور دو ہوں تو تیسری کی تلاش کرتا ہے - آدمی کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

مٹی سے بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ قبر کی مٹی میں جا کر ہی وہ اپنی اس هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی خواہش سے رک سکتا ہے - دنیا میں رہتے رہتے تو ہر وقت اس پر اضافہ اور زیادتی کی فکر رہتی ہے - ایک دکان اچھی طرح چل رہی ہے اس میں سے بقدر ضرورت آمدنی ہو رہی ہے - کہیں دوسری چیز سامنے آ گئی - اس میں بھی اپنی ٹانگ اڑا دی - ایک سے دو ہو گئی اور دو سے تین غرض جتنی آمدنی بڑھتی جائے گی اس کو مزید کاروبار میں لگانے کی فکر رہے گی - یہ نہیں ہوگا کہ اس پر قناعت کرے - اور کچھ وقت اللہ کی یاد کے لئے نکل آئے - اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے ---

اللھم اجعل رزق آل محمد قوتنا۔ اے اللہ! میری اولاد کا رزق قوت ہو یعنی بقدر کفایت ہو زائد ہو ہی نہیں جس کے چکر میں میری اولاد پھنس جائے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہتری اور خوبی اس شخص کے لئے ہے جسے اسلام عطا کیا گیا ہو اور اس کا رزق بقدر کفایت ہو اور اس پر قانع ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی فقیر یا غنی قیامت میں ایسا نہ ہوگا جو اس کی تمنا نہ کرتا ہو کہ دنیا میں اس کی روزی صرف قوت یعنی (بقدر کفایت) ہوتی۔

بخاری شریف کی حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا کی قسم مجھے تمہارے اوپر تمہارے فقر و فاقہ کا خوف نہیں ہے بلکہ اس کا خوف ہے کہ تم پر دنیا کی وسعت ہو جائے جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر ہو چکی ہے۔ پھر تمہارا اس میں دل لگنے لگے۔ جیسا کہ ان کا لگنے لگا۔ پس یہ چیز تمہیں بھی ہلاک کر دے گی جیسے کہ پہلی امتوں کو کر چکی ہے

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں مختلف عنوانات سے مختلف قسم کی تنبیہات سے مال کی کثرت اور اس کے فتنہ پر متنبہ فرمایا۔ اس لئے نہیں کہ مال فی حد ذاتہ کوئی ناپاک یا عیب کی چیز ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہم لوگوں کے قلوب کے فساد کی وجہ سے بہت جلد ہمارے دلوں میں مال کی وجہ سے تعفن اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان مضرتوں سے بچتے ہوئے اس کی زیادتی سے احتراز کرتے ہوئے شرائط کے ساتھ اس کو استعمال کرے تو مضر نہیں بلکہ مفید ہے۔ لیکن چونکہ عام طور سے نہ شرائط کی رعایت ہوتی ہے نہ اصلاح کی فکر ہوتی ہے اس بناء پر یہ اپنا زہریلا اثر بہت جلد پیدا کر دیتا ہے۔

اس کی بہترین مثال ہیضہ کے زمانے میں امرود کا کھانا ہے کہ فی حد ذاتہ امرود کے اندر کوئی عیب نہیں۔ اس کے جو فوائد ہیں وہ اب بھی اس میں موجود ہیں۔ لیکن ہوا کے فساد کی وجہ سے اس کے استعمال سے بالخصوص کثرت استعمال سے بہت جلد اس میں تغیر پیدا ہو کر مضرت اور ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اسی وجہ سے علی العموم ڈاکٹر ہیضہ کے زمانے میں امرود کی سختی سے ممانعت کر دیتے ہیں ٹوکرے کے ٹوکرے ضائع کرا دیتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اگر معمولی حکیم یا ڈاکٹر کسی چیز کو مضر بتاتا ہے تو طبعاً ہمارے قلوب اس سے ڈرنے لگتے ہیں چنانچہ ڈاکٹروں کے ان اعلانات کے بعد بڑے بڑے سورماؤں کی ہمت امرود کھانے کی نہیں رہتی لیکن وہ ہستی جس کے جوتوں کی خاک تک بھی کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں پہنچ سکتا اس کے اعلان پر اس کی تجویز پر ذرا بھی خوف پیدا نہ ہو۔

بقیہ حضرت بلالؓ صفحہ ۶ سے آگے

قرب و جوار میں رات گزارنے کا اتفاق ہو تو صبح سویرے جب ساری فضا پر کامل سکوت چھایا ہوا ہوتا ہے اسے ایک کیف آور اور دلکش آواز سنائی دے گی جس کا ایک ایک لفظ اپنے زیروبم کے ساتھ اس کے دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے گا اور وہ ندا بلند کرنے والے کے سحرانگیز ترنم سے مسحور ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔

یہ وہ آواز ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کو خدائے واحد کی عبادت کے لئے بلایا جاتا ہے یہ ندا صرف طلوع آفتاب سے قبل فجر کی سحر آگیں فضا ہی میں بلند نہیں ہوتی بلکہ اگلے روز صبح کے نمودار ہونے تک مزید چار مرتبہ سیاح کے کانوں کو یہ خوشگوار نغمہ سنائی دیتا ہے۔ ایک مرتبہ تابناک دوپہر کے وقت جب ساری فضا سورج کی تند و تیز اور روشن شعاعوں سے منور ہو رہی ہوتی ہے دوسری مرتبہ غروب آفتاب سے کچھ عرصہ قبل جب سورج کی قرمزی شعاعوں سے مغرب کی فضا جگمگا رہی ہوتی ہے تیسری مرتبہ غروب آفتاب کے معاً بعد جب شفق کی سرخی سے فضا لالہ زار بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اور آخری مرتبہ اس وقت جب ہر طرف رنگ و نور کا سیلاب بہہ رہا ہوتا ہے۔ اور بجلی کے ہزاروں رنگ برنگے قمقموں کی روشنی مسجدوں کے بلند و بالا میناروں اور بنفشئی گنبدوں پر پڑ کر ان کے حسن کو دوبالا کر رہی ہوتی ہے۔ رات کے آخری حصے میں اذان کی جو ندا اسے سنائی دے گی اس میں بعض نئے الفاظ بھی شامل ہونگے جن کے متعلق اگر وہ اپنے ترجمان سے دریافت کرے گا تو اسے یقیناً وہی جواب ملے گا جو جیرارڈی[1] نرخال کے ترجمان نے اسے دیا تھا۔ یعنی یہ شخص کہہ رہا ہے "اے خواب غفلت میں سونے والو! اس حی و قیوم خدا کی عبادت کی خاطر بیدار ہو جاؤ جو کبھی نہیں سوتا۔"

اگر ترجمان کو تاریخ اسلام کے متعلق کچھ بھی واقفیت ہوگی تو وہ سیاح کو بتائے گا۔ کہ یہ آواز سب سے پہلے صحرائے عرب میں ایک حبشی غلام بلالؓ بن رباح نے بلند کی تھی جسے پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خادم خاص ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور انہوں نے اس کام کے لئے ہزاروں لوگوں کو چھوڑ کر صرف اسی غلام کو مخصوص کیا تھا یہ غلام دمشق کی خاک میں آرام فرما ہے اور آج بھی اس کا مزار زیارت گاہ خاص و عام اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔"

۱؎ جیرارڈی نرخال ایک فرانسیسی

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

جانے کے بعد امیر کے قریب قریب حیثیت اختیار کر لیتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے ذاتی رجحانات کو ملکی سیاست میں سب سے زیادہ دخل ہوتا ہے۔ رہے فوجی آمر، یا ڈکٹیٹر یا بادشاہ کہلانے والے وہ بھی مشاورت کی خاطر مجلس وزراء بنانے پر مجبور ہیں۔ یہ تو اسلام کا خالص اور بلند ترین نظام ہے یہ نہ ہو تو پھر جو بھی اس نظام کے قریب تر ہوگا وہی زیادہ کامیاب ہوگا۔

مصر میں شاہی دور میں دشمنوں کی ریشہ دوانیاں کامیاب تھیں۔ فوجی انقلاب کے بعد آخری طور سے عنان اقتدار جمال عبدالناصر کے ہاتھ آیا۔ ظاہر ہے کہ اس دور میں سو فیصدی صحیح امیر یا صحیح کام کا وجود خاصا مشکل ہے مگر صدر ناصر نے خدا تعالیٰ کے دشمنوں اور یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں اور ان کے غلبے کے خلاف ممکن کوششیں شروع کر دیں۔ اس کو مشورہ کے لئے بھی چند بہتر آدمی مل گئے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کی بہت قدر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ناصر کی فوق العادت دستگیری فرمائی کتے کے منہ سے ہڈی چھیننا آسان تھا مگر برطانیہ سے جو مملکتہ البحر کہلاتا ہے نہر سویز کا قبضہ لینا مشکل تھا۔ جب سامراجیوں نے ناصر کو اور محتاج و کمزور ممالک کی طرح اپنی طرف جھکانا چاہا وہ اکڑ گیا۔ اس کی اکڑ اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اس نے دشمنوں کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔

ناصر نے سویز پر قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد روباہ صفت دشمنوں نے پوری تیاری سے اچانک مصر و سویز پر حملہ بول دیا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ناصر کی مدد فرمائی۔ نصرانی دنیا نے یہودیوں کو ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح کرنے کا خیال ظاہر کیا تو صدر ناصر نے فوراً ایٹمی ری ایکٹر قائم کر لیا۔ اور آج تمام عالم اسلام نے نہایت مسرت سے یہ خبر سنی کہ مصر نے راکٹ کا پہلا کامیاب تجربہ کر لیا اور یہ یقین ہو گیا کہ ان کا راکٹ یہودیوں کے دارالسلطنت پر مار کر سکتا ہے۔ ناصر کے ساتھ خدا کی مدد ہے وہ اہل اسلام کے دلوں کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے اس نے عالم اسلام کا سر اونچا کیا ہے اب پاکستان کا نمبر ہے جہاں ایٹمی ری ایکٹروں کی تجویز ہے جس کی طرف انقلابی حکومت توجہ دے رہی ہے۔

پاکستان مصر سے کیا بلحاظ آبادی کیا بلحاظ وسائل اور کیا بلحاظ محل وقوع مصر سے بلند مقام رکھتا ہے۔ کاش کہ پرانی وزارتیں قوم کو زنانہ کھیلوں، ناچ رنگ عریانی و بے حیائی اور بے دینی کی کھلی چھٹی دے کر خود خلاف اسلام قانون سازی میں مشغول ہو کر پاکستان کے بارہ سال ضائع نہ کرتیں۔ آج ہم مصر سے کتنے آگے ہوتے اور صرف پاکستان و مصر کا اتحاد دنیا کی زبردست تیسری طاقت ہوتی ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

ہم صدر ناصر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ملک میں اسلامی تہذیب کا رنگ پیدا کرنے، شرعی احکام پر مسلمانوں کو دعوت اتحاد دینے اور اخوت اسلامی کے پیش نظر کام کرنے کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرے تو اللہ تعالیٰ کی مزید نصرتیں اور رحمتیں اس کے شامل حال ہونگی اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو بھی اسلامی آئین اور بہترین نظم و نسق کی بہار سے لطف اندوز کرے۔ تاکہ وہ حق اور اہل حق کی جائے پناہ اور باطل کے لئے پیغام موت ہو۔ آمین وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيْزٍ

حاشیہ بقیہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ

سیاح ہے۔ یہ اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ بلاد مشرق میں جس وقت میں نے پہلی بار مؤذن کی سریلی اور رسیلی آواز سنی تو مجھ پر وجد اور سرور کی ایسی کیفیت طاری ہوئی جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اپنے گائیڈ سے پوچھا۔ "یہ شخص کیا کہہ رہا ہے؟" اس نے بتایا "یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"۔ میں نے پوچھا "اس کے بعد کیا کہے گا؟" اس نے کہا "اس کے بعد وہ یہ کہے گا کہ اے خواب غفلت میں سونے والو! اس حیّ و قیوم خدا کی عبادت کی خاطر بیدار ہو جاؤ جو کبھی نہیں سوتا۔

بقیہ بچوں کا صفحہ

سے دعا قبول ہوتی ہے۔ فرشتے مغفرت کے لئے دعا کرتے ہیں۔

تیسری بد دعا اس شخص کے لئے ہے جس کے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی ایسی خدمت نہ کرے کہ جنت کا حقدار بن جائے۔ قرآن اور حدیث میں ان کے حقوق کی بڑی تاکید آتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ باپ ہے۔ مطیع اور فرمانبردار بیٹے کی محبت و شفقت سے والد کی طرف ایک نگاہ مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے اور والدین کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی وبال پہنچاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔ مزید فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کی خدمت، اطاعت فرمانبرداری اور اس کی دعا سے جنت ملے گی۔ قرآن مجید میں ہے کہ ان کے سامنے اُف بھی نہ کہو۔ جو کچھ فرماویں کرو۔ اس میں بہتری اور خدا کی خوشنودی ہے ۔۔۔

خداوند کریم ہم سب کو تینوں برائیوں سے بچنے اور تینوں بھلائیوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ماں کے نافرمان کو آگ میں پھینک دو۔ کیونکہ اس کے لئے آگے بھی آگ ہی ہے۔

رمضان شریف اور درود شریف نیز والدین کی فرمانبرداری کی کہانیاں پھر کبھی سنائیں گے۔

بچوں کا صفحہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر تین بار آمین کہنا

جناب ماسٹر محمد امین صاحب ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل، لاہور

کعب بن عجرہؓ نامی ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور سب حاضرین کو منبر کے قریب ہونے کا حکم دیا۔ اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قدم رکھنے شروع کئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پہلا قدم منبر پر رکھا تو فرمایا "آمین" جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو فرمایا "آمین" اور جب تیسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ اور وعظ سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ سے منبر پر چڑھتے وقت ایک نئی بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی۔ آپ نے یہ جو تین دفعہ "آمین" ارشاد فرمائی ہے۔ اس کی وضاحت فرما دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیلؑ آئے تھے۔ جب میں نے پہلے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا مگر بخشش حاصل نہ کر سکا۔ میں نے کہا "آمین" اور جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص کہ جس کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آیا مگر اس نے درود نہ پڑھا۔ میں نے کہا "آمین" اور جب میں نے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو وہ شخص جس کے والدین یا ان میں سے ایک کوئی بھی زندہ ہو اور اُن کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنایا۔ میں نے کہا۔ "آمین"۔ اللہ معاف کرے۔

پیارے بچو! یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ جبرئیلؑ امین نے ایک طرح سے تین بددعائیں دی ہیں اور سردار الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی ہے خدا تعالےٰ اپنے فضل سے محفوظ رکھے ورنہ ہلاکت میں تو کچھ بھی کسر نہیں۔

غور کریں کہ جس نے رمضان ایسا مبارک مہینہ پایا۔ اور پھر بھی اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے وہ بخشش سے محروم رہا۔ تو وہ کتنا بدقسمت ہے۔ چاہئے تو یوں کہ وہ گیارہ مہینے برباد کرنے کے بعد اس ایک مہینے میں نماز، روزہ، تسبیح تراویح، تلاوت اور خیرات کرکے اپنے گناہوں کی معافی کرا لیتا تو اچھا تھا۔ دوسری بددعا اس شخص کے لئے ہے جس کے سامنے حضور اکرم صلی اللہ کا ذکرِ خیر ہو اور وہ شخص آپ پر درود نہ بھیجے۔ احادیث میں ایسے شخص کو 'شقی القلب' بخیل اور جنت کا راستہ بھولنے والا کہا گیا ہے۔ وہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور بھی نہ دیکھ سکے گا۔ امت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اتنے زیادہ ہیں۔ کہ ان کا نام سن کر درُود نہ بھیجنے والے کو ہر وعید اور تنبیہہ بجا معلوم ہوتی ہے درُود پاک کے فضائل ہی اتنے زیادہ ہیں کہ ان سے محروم رہنا بڑے درجے کی بدنصیبی ہے۔ درُود شریف سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے اللہ پاک اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تقرب حاصل ہوتا ہے درود شریف

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری 7/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا۔ اور خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔